کوثر کی بات پر مہر لگ گئی۔ میں پروفیسر سہیل سے مل کر آ رہا تھا سٹاف روم سے باہر ہی مجھے امجد مل گیا۔ کلاس میں صرف امجد سے آفتاب کی بے تکلفی تھی۔

یار یہ لڑکیاں بہت میسنی ہیں عشق بھی فل سائز کرتی ہیں اور پڑھائی بھی فل ٹاس کرتی ہیں تم غافل نہ رہنا۔۔۔۔ ماریں گی ساری بدبختیں۔۔۔۔ پڑھتے تم رہے گے اور فسٹ یہ آئیں گی باجماعت۔۔۔۔۔

میں نے تکلفاً پوچھا۔۔۔۔۔ عشق کون کون کر رہا ہے؟۔

''سب کر رہی ہیں ایک ایک لیکن سب کا عشق گھٹیا درجے کا ہے سوائے سیمی کے۔''

''سیمی۔۔۔۔ سیمی بھی؟''

میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔

میں بھی چوری چوری پرائز بانڈ خرید چکا تھا اس وقت میرے کان یہ سننے کے بے قرار تھے کہ میرا انعام نکل آیا ہے۔

''ہم دونوں اودل کے سامنے ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ میں نے بات کو مذاق میں اڑانا چاہا۔

''اچھا تو پھر کون کون عشق کر رہا ہے۔''

''طیبہ اور فرزانہ تو قابل اعتماد لڑکیاں نہیں ہے، یہ دو قدم آگے چلتی ہیں تو چار قدم پیچھے جاتی ہیں۔''

''کیوں؟''

''ان کا قصور نہیں ان کی فیملی بیک گراؤنڈ ایسی ہے مڈل کلاس کی لڑکی کو بدنامی کا بڑا ڈر ہوتا ہے۔۔۔۔ یہ عشق نہیں کرتیں شوہر تلاش کرتی ہیں۔''

''اور کرثر؟۔''

''کوثر؟ اس وقت میرے ساتھ فٹ جا رہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جب

سارے نوٹس فوٹوسٹیٹ کر کے میں اسے دے دوں گا تو پھر جمال کی طرف مائل ہو جائے گی۔"

"بکومت۔۔۔۔۔"

امجد نے سگریٹ سلگا کر کہا۔

"احمق آدمی جمال کے ابا جی وائس چانسلر ہیں۔۔۔۔کوثر بے چاری کیریئر بنانا چاہتی ہے وہ اس فیکٹ کو بھلا سکتی ہے کبھی۔۔۔وہ کسی مرد کے انگوٹھے تلے زندگی بسر نہیں کرنا چاہتی۔"

میرے لبوں پر سیمی کا نام آنا چاہتا تھا، لیکن امجد ادھر ادھر کی باتوں کے چٹخارے لے رہا تھا میں سیمی کا نام کیسے لیتا۔

"ویسے یار یہ کوثر چوہی جیسی میرے دل کو بڑی لگی تھی پہلے پہل۔"

"اب کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔" میں نے سوال کیا۔

"فائدہ۔۔۔۔ان کم بختوں کے پیچھے مرنے کا۔۔۔۔۔دفع ہو جائیں گی تو خط کا جواب بھی نہیں دیں گی، بچوں کو گود میں بٹھا کر تو سن مکھن کھلایا کریں گی اور ہماری باتیں اپنے شوہر کو سنا کر ہنسایا کریں گی۔"

میں نے پھر سیمی کے متعلق پوچھنا چاہا لیکن چپ رہا۔۔۔۔

"انجیلا کا فگر اچھا ہے اگر وہ کب ڈال کر نہ چلے۔۔۔۔ہے نا۔۔۔۔؟" امجد نے کہا

"شرماتی ہے۔۔۔۔" میں نے جوب دیا۔۔۔۔" لمبے قد کی لڑکیوں کو بیماری ہوتی ہے کب کی"

"شرماتی نہیں ذرا عام نارمل لڑکی سے بھاری ہے اس کا کومپلکس ہے اسے کن کی وجہ یہی ہے مانو نہ مانو۔۔۔۔"

میں نے ذہن میں انجیلا کے کومپلکس کو لانے کی کوشش کی لیکن مجھ پر سیمی کے

عشق کا ایسا خوف طاری تھا کہ مجھے انجیلا کا کچھ بھی یاد نہ آسکا۔

''کبھی تم نے دیکھا نہیں جب وہ کلاس میں آتی ہے تو ہمیشہ اپنی کتابیں سینے کے آگے رکھتی ہے۔ کم بخت کی ایک ہی چیز اچھی ہے اور اسی کا اسے کومپلکس ہے۔''

''آج سپاٹ سینوں والی لڑکیوں فیشن میں ہیں گدھے۔۔۔۔ جن کے کندھے کی ہڑی کالر کی ہڈی اور دو چار پسلیاں نظر آتی رہیں۔۔۔۔۔ جیسے۔۔۔۔ جیسے۔۔۔۔''میں چپ ہوگیا میں سیمی کا نام نہیں لینا چاہتا تھا۔

''مدقوق لڑکیاں Under nowrished'' امجد نے سوال کیا۔

''ہاں تو اور کیا کھیتوں میں کام کرنے والی صحت مند لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔ توبہ کرو، وہ تو پینڈو لگتی ہیں پینڈو۔''

''ہمیں تو اطالوی تصویروں کی لڑکیاں پسند ہیں ڈی ونچی اور رافیل کی لڑکیاں۔''

''وہ عورتیں تھیں۔۔۔۔ عورتوں کا زمانہ گزر گیا۔''

''سیمی جیسی لڑکیاں؟۔۔۔۔'' امجد نے بالآخر اس کا نام لیا۔

''بالکل ویسی۔۔۔۔۔ جس کی ہنسلی کی ہڈی نظر آئے۔۔۔۔۔ ہونٹوں کی نسیں ابھری ہوں گالوں کی ہڈی اوپر کو اٹھی ہوئی دکھائی دے۔''

''لعنت بھیجو۔۔۔۔ میں تو ان کو اشتہاروں میں پسند نہیں کرسکتا، زندگی میں کیا پسند کروں گا''

''اس لیے کہ تم پینڈو ہو۔۔۔ تمہاری بیک گراؤنڈ دیہاتی ہے۔۔۔۔ بھائی کو بوٹی ہے پتہ نہیں اسے یہ مریل سیمی کیوں پسند ہے۔

امجد نے لمبا کش لگایا اور بولا۔۔۔۔۔ اور آفتاب کون سا اکسفورڈ کا پڑھا ہوا ہے۔۔۔۔ بھائی کی بوٹی۔۔۔۔ پسند ہے۔''

یکدم آسمان سے بجلی گرجی اور میرے پرائش بانڈ پر غلط نمبر پرنٹ ہوگیا۔

''آفتاب کو۔۔۔؟''

''اچھا بننے کی کوشش مت کرو۔تم اس کے روم میٹ ہو تم کو پتہ ہوگا۔''

''وہ مجھ سے ذرا بھی فری نہیں ہے۔''

''بابا ان کا عشق تو آخری مرحلے میں داخل ہو گیا ہے۔''

''کیا مطلب۔۔۔۔''میں اپنے حسد کو چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔''اتنی جلدی کیسے کیسے؟۔''

''یار آفتاب تو سیمی کو اپنی ماں سے بھی ملانے لے گیا تھا لیکن غالباً کشمیرن بڈھی نے پسند نہیں کیا سیمی کو۔۔۔۔میں بھی اس کی جگہ ہوتا تو ناپسند کرتا۔''

میرا جی چاہتا تھا کہ کرائے کا ایک ہاتھ اس کے جبڑے پر ماروں لیکن اس وقت امجھ مجھ سے بے حد دوستی کا اظہار کر رہا تھا۔

''تم اس قدر غائب مت رہا کرو قیوم۔۔۔کچھ کلاس والوں کے حالات پتہ ہونے چاہئیں۔ایک روپیہ ہے؟۔''

میں نے جیب میں ہاتھ مارا۔

''یار یہ منی بس والے ذرا لحاظ نہیں کرتے۔ساری بڑی بسیں دس پیسے لے کر سوار کر لیتی ہیں لیکن یہ روپیہ لیتے ہیں پورا ماڈل ٹاؤن کا۔۔۔۔۔اس پاکستان کا کیا بنے گا۔''

وہ روپیہ لے کر چلا گیا۔لیکن میں نہ پاکستان کے بارے میں سوچ سکا نہ بسوں کے متعلق۔۔۔۔

ن دنوں مجھ پر سیمی کے عشق کا دورہ پڑا ہوا تھا جب عشق اظہار سے ناواقف ہو تو اس میں اندر ہی اندر بہت زیادہ تخیر پیدا ہو جاتا ہے سیمی کی ہر بات کو غلط سمجھنا آسان تھا وہ ہر لڑکے کو دلچسپی اور تجسس سے دیکھنے کی عادی تھی جنس مخالف سے ایک خاص حد تک دوستی کو وہ اپنا پیدائشی حق سمجھتی تھی۔وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جو گھر آئی صحبت کو سوغات کی طرح سمجھ کر تھینک یو کر کے رکھ لیتی ہیں مشکل یہ ہے کہ کبھی کبھی

ایسے رویے سے معتوب وشق اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ دونوں طرف برابر آگ لگی ہوئی ہے حالانکہ وہ صرف نائیس Nice ہو رہی ہوتی ہیں۔

ہم دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے لیکن میری فیملی بیک گراؤنڈ کچھ ایسی تھی کہ میں توازن خود کبھی اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کی جرائت کر سکا نہ ہی باتوں میں اپنی قلبی کیفیت بیان کر سکا میں اپنی جماعت کا فلاسفر تھا۔ وہ بڑی بڑی دیر تک میرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتی رہتی۔۔۔۔ لیکن یہ تمام گفتگو علمی نظریات پر بالکل غیر ذاتی ہوتی اسی لیے میرا معمول تھا کہ کالج جانے سے پہلے ایک خط تحریر کرتا اس میں اپنی تمام محبت کو کھلم کھلا ظاہر کرنے کی کوشش ہوتی۔ کالج سے واپسی پر یہ خط پھاڑ دیتا۔ اور اپنی ڈائری میں احتیاط سے وہ تمام باتیں رقم کرتا جو اس کے اور میرے درمیان ہوتی رہتی تھیں۔۔۔۔ میں سیمی کے رویے سے کسی تشکیک کا شکار نہیں تھا میں تو الٹا اس نشاط کے سہارے زندہ تھا کہ جو کچھ مجھے کہنا ہے سیمی کا خاموش رویہ اس پر صادر ہے۔

امجد کے جانے کے بعد سمجھ نہ آ رہی تھی کہ پچھلے تمام وقفے کو کس کھائے میں ڈالو کرسمس کی چھٹیوں میں صرف چند دن تھے میں ان چھٹیوں سے ویسے ہی خوف زدہ تھا کہ اس خوف میں یوں اضافہ ہوا۔ امجد کے جانے کے بعد سیمی آ گئی۔ ہم دونوں دیر تک کیفے ٹیریا میں بیٹھے رہے وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ میں بھی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ہم ادھر ادھر کی باتیں کرتے چلے گئے اور کوئی بھی اندر کی بات نی کر سکا امجد کی باتیں سن کر اب مجھے سمجھ آ گئی کہ دراصل وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔ جب ہم اٹھنے والے تھے تو وہ بولی

''میں پڑھائی چھوڑ دینا چاہتی ہوں قیوم۔''

''ہیں ہیں؟ یہ کیا عقل ہے؟''

''بس مجھے دل چسپی نہیں رہی''

''فائنل میں وقت کون سارہ گیا۔''

وہ آج ملک شیک کے ساتھ آلو کے چپس نہیں کھا رہی تھی حالانکہ یہ دونوں چیزیں وہ ہمیشہ اکھٹی انڈالتی تھی۔

''میں سوشیالوجی کے قابل نہیں ہوں۔۔۔۔۔نہ سوشیالوجی میرے قابل ہے۔۔۔۔یہ ایک جھاٹا سبجکٹ ہے۔''

''اچھا منہ بند کرو۔''

''میں سوچتی ہوں اگر میں پنڈی چلی جاؤں تو؟''

''وہاں جا کر کیا کرو گی۔''

''صاف ستھرا شہر ہے۔۔۔۔وہاں کوئی Job مل جائے گی میں ہوسٹل لائف سے بور ہو گئی ہوں۔''

ہر ماڈرن لڑکی بہت جلد بور جاتی ہے اس لیے میں نے اس کی بات سنجیدگی سے نہ لیا۔

لیکن وہ سنجیدہ تر ہوتی گئی۔

''قوم۔۔۔۔میں تمہیں ایک بات بتاؤ۔۔۔۔جب کوئی آدمی ناکام ہو جاتا ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو Analyze کرتے کرتے فلاسفر بن جاتا ہے۔۔۔۔میں بھی اپنے پرائے کا فرق بھول گئی ہوں کبھی کبھی لگتا ہے اگر میں ہوسٹل چھوڑ کر اپنے گھر جا کر کال بل بجاؤ تو گھر والے مجھے ایسے ملیں گے جیسے اپنے ہوں کبھی لگتا ہے اگر میں اپنے گھر کے برامدے میں جا کر کسی کو آواز دوں گی تو کوئی باہر نہیں نکلے گا۔۔۔سب میری شکل دیکھ کر لوٹ جائیں گے۔۔۔۔۔مجھے پہچان نہیں سکیں گے۔۔۔کیا میں جنسی طور پر Frustrated ہوں قیوم۔''

''کون کہتا ہے۔۔۔۔''میں نے محبت سے سوال کیا۔

''کوثر کہہ رہی تھی کہ میں بہت زیادہ Fustrated ہوں۔''

میں نے اسے پیار سے دیکھ کر کہا۔

''جب تمہارا گھر یہاں لاہور میں تو تم ہوسٹل میں کیوں رہتی ہو سیمی؟''

اس نے ملک شیک کی نلکی دو حصوں میں توڑ کر میز پر پھینکی پھر لمبی آہ بھری، اور بولی۔۔۔۔''وہ گھر میرا خرچ تو اٹھا سکتا ہے۔۔۔۔میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔''

''کیا مطلب؟''

''اوہ ہو۔۔۔۔زیادہ سوال مت کیا کرو بڑے پینڈو لگتے ہو۔''

''میں کسی تجسس کے زیر اثر نہیں پوچھتا سیمی۔۔۔۔'' میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''میں جانتی ہوں۔۔۔۔میں جانتی ہوں تمہارا دل بڑا ہمدرد ہے۔۔۔۔کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے تم میری زندگی میں بڑا اہم رول ادا کرو گے۔۔۔۔پتہ نہیں کیوں مجھے Feelings ہیں اس قسم کی! تم مجھے بچاؤ گے کبھی نہ کبھی کسی آفت سے۔''

یہ لمحہ اظہار محبت کا تھا لیکن وہ اس جملے کے باوجود تھکی ہوئی اور پریشان نظر آ رہی تھی میں خاموش رہا۔

''کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں ہوائی جہاز سے سفر کر رہے ہیں اچانک ہوائی جہاز Crash ہو گیا۔کچھ باقی نہیں بچا نہ جہاز کا نہ ہم دونوں کا۔''

''اچھا خواب ہے۔۔۔۔اگر کچھ بچ جاتا تو خواب برا ہوتا۔''

وہ چپ ہو گئی۔پھر اس نے اپنے کینوس کے تھیلے میں ہاتھ مارا

''قیوم مجھے ایک پیکٹ لے دو۔۔۔۔چیونگ گم کا۔''

خوش قسمتی سے میرے پاس پیسے تھے میں نے اسے چیونگ گم خرید دی۔

اس روز وہ بہت قریب ہو کر دور دور تھی۔جیسے پتنگ کی ڈوری ہاتھ میں ہو اور تکل دور دور رہی ہو۔

''تم سوشیالوجی کے سٹوڈنٹ ہو قیوم۔۔۔۔کبھی تم نے سوچا کہ پاکستان کی

اصل بدنصیبی کیا ہے؟''

ایسے وقت میں یہ سوال بہت عجیب تھا لیکن وہ اس طرح باتیں کرنے کی عادی تھی یکدم بہت جذباتی ہو کر وہ بات موڑنے کی غرض سے بہت ہی معروضی بن جاتی۔

''دراصل پاکستان کی سب سے بڑی ٹریجڈی وہ Generation ہے جنہوں نے پاکستان بنایا آئیڈیل کی خاطر۔۔۔اور اب وہ خود نظریہ پاکستان کو کیا کریں گے۔''

اب ہم دونوں خالص طالب علموں کی طرح دیر تک پاکستان نظریہ پاکستان موجودہ پود اور پچھلی نسل پر باتیں کرنے لگے ابھی کچھ دیر پہلے وہ بے جان تھی۔اس نے اپنی ٹانگیں سامنے میز پر رکھی ہوئی تھیں اور گلابی چشمے کو کینوس کے بیگ پر لاپروائی سے ڈال چھوڑا تھا اب وہ گردن آگے کیے دونوں ہاتھوں کے اشاروں سے باتیں کر رہی تھی اور ایسی تار کی طرح زندہ جس میں سے کرنٹ گزر رہا ہو۔

''یار قیوم۔۔۔۔پاکستان صرف دو نسل کی کارگزاری ہی تو ہے۔۔۔۔یہ پچھلے پچیس سال جس میں ہمارے ماں باپ بوڑھے ہوئے اور ہم جوان۔۔۔۔یہ وقفہ۔۔۔۔یہ ایک کڑاہے میں گزرا ہے سب نے اس میں اتنا کچھ ڈالا ہے۔۔۔۔ ہماری Generation نے ہمارے ماں باپ نے۔۔۔۔اور آج تک نہ کچھ میٹھا پکا ہے نہ نمکین ہے نا۔''

''تم سوشیالوجی کے طالب علم ہو کر میری بات میں دلچسپی نہیں لے رہے لعنت''

''لے رہا ہوں۔''

''غور کرو۔۔۔۔سوچو ذرا۔۔۔۔تجزیہ کرو ساری سچویشن کا پاکستان کا جو امیر طبقہ ہے وہ ۴۷ء میں جوان تھا اور غریب گھرانوں سے تعلق رکھتا تھا۔اس نے ادھر آ کر یعنی مقابلہ نہ تھا۔اس لیے یہ طبقہ یہ Ambitions طبقہ بہت آگے نکل گیا۔اس

نے قیوم۔۔۔۔زرا غور سے سوچو اس طبقے نے افسر شاہی کی وہ تجارت پیشہ پیدا کیے جو آج Business magnets ہیں اس نے ان بینکروں کو جنم دیا جنہوں نے سارے ملک کو نوٹ زدہ کر دیا۔۔۔۔اس طبقے وے وہ پروفیسر اٹھے جنہیں تعلیم سے زیادہ گریڈوں کی فکر تھی۔وہ ڈاکٹر سامنے آئے جو بیرونی ممالک میں اس لیے عمریں گزارتے ہیں کہ وہاں پیسہ زیادہ ہے۔۔۔۔اس طبقے ہی سے وہ دانشور پیدا ہوئے جن کی اپنی کوئی Covrction نہیں ان کی سوچ چاہے سرخ چین سے آئے یا سرمایہ دارانہ نظام سے ان کی اپنی نہیں ہوتی Greed میں مبتلا یہ لوگ ہمیں ایک ہی میراث دے سکتے ہیں Conflict اندر کا تضاد، حالات کا تضاد، شخصیتوں کا تضاد۔۔۔۔تم کیوں چاہتے ہو کہ میں واپس اس گھر میں چلی جاؤں جہاں سے اور کچھ نہیں مل سکتا تضاد کے سوائے۔"

"وہ آخر تمہارے ماں باپ ہیں۔"

"جانے دو قیوم۔۔۔۔تم کو ایسے ماں باپ سے پالا نہیں پڑا تم کو پتہ نہیں Ambitions لوگ کیسے ہوتے ہیں۔"

"پھر بھی۔"

"پھر بھی پھر بھی کیا۔۔۔۔تم دینیات تو نہیں پڑھتے رہے کہ مجھے اخلاقی قدریں سکھانا چاہ رہے ہو۔"

"ایک دوست کی حیثیت سے۔"

"یہ لوگ۔۔۔۔۔یہ پاکستان بنانے والے میرے ماں باپ جب ادھر آئے پاک سرزمین پر۔۔۔۔تو یہاں آ کر ان لوگوں نے جفاکشی محنتی بیویاں بیاہیں۔۔۔۔نیا ملک بسانے کے لیے۔۔۔۔اپنے آپ کو مظبوط بنانے کے لیے۔۔۔۔یہ عورتیں مردوں کو مجازی خدا سمجھتی تھیں۔انہیں نے مردوں کا ساتھ دیا غریبی دور ہوتی گئی۔۔۔۔جیسے روشنی قریب آتی وہ کسی جگہ جا کر حد مقرر نہیں کر سکتا۔ان لوگوں کے

بنک بیلنس بیرونی ممالک میں ہیں وہ کسی جگہ جا کر الحرص میں مبتلا لوگ کمائے جاتے ہیں۔ان کی بیویاں گھروں میں ہیں۔پر یہ وشق کیے جاتے ہیں۔۔۔۔تمہیں پتہ نہیں I have gone through all سن ۴۷ء والی بیویاں بوڑھی ہوگئی ہیں شوہروں کو کسی مقام پر پہنچانے کے بعد اب وہ ناکارہ ہیں پرانے صوفے کی طرح ان کا ہر سپرنگ ڈھیلا ہے۔۔۔۔اور مجھے جیسی لومڑیاں پھرتی ہیں شہر میں اور ان کے لیے ہر انگور کا گچھا میٹھا ہے۔۔۔۔واہ کیا Drematic بات ہے۔۔۔۔ہے نا۔"

"آج تمہیں کیا ہوگیا ہے سیمی۔"

"کوثر ٹھیک کہتی ہے میں Frustrated ہوں۔۔۔۔دراصل میں۔۔۔۔میرے ماں باپ؟۔۔۔۔میں کیسے تمہیں سمجھاؤں قیوم۔۔۔میا باپ پاکستان بنانے والی پود کی طرح بوڑھا ہو رہا ہے اس نے اپنی بوڑھی مردمیت کے سامنے دولت بنگلے بنک بیلنس کی سکرین لگا کر اپنے آپ کو بہت Potent کر یا ہے۔۔۔۔اس کا وقت لومڑیوں کے لیے ہے۔۔۔بیٹی بڑا بوجھ لگتی ہے اسے۔"

"تمہیں اپنے باپ کے متعلق ایسی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں"

"اور میری ماں کے ہاتھ پلے کچھ نہیں۔وہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتی، مجھے کیا بچائے گی۔تم نے شہر کی لومڑیاں دیکھی ہیں جنہیں ہر بیوٹی شاپ فارن ایڈ پہنچاتی ہے ان کے پاس نقلی پلکیں ہیں کئی کئی ہئر پیس ہیں۔۔۔۔میک اپ کے علاوہ آزادی ہے ان سے میری ماں کیا لڑے گی۔"

"تمہارے امی نے اجازت کیسے دی ہوسٹل میں رہنے کی۔"

"اوہ چھوڑو جی۔۔۔۔میری ممی کسی بات کی اجازت نہیں دیتیں وہ کسی بات سے Agree نہیں کرتیں اور سب کچھ مان جاتی ہیں۔۔۔۔وہ شراب نہیں پیتیں لیکن کاک ٹیل پارٹیوں میں شریک ہوتی ہیں وہ میرے باپ کے مشاغل سمجھتی ہیں

لیکن اعتراض اس لیے نہیں کرسکتیں کہ وہ ڈیڈی کو مجازی خدا سمجھتی ہیں۔وہ بیوٹی پارلر سے حسن کاری کرواتی ہیں لیکن دل سے ان کا عقیدہ ہے کہ کوئی بوڑھی عورت عمر سے لڑ نہیں سکتی۔۔۔۔بھائی صاحب ہم تو ایسے گھر میں رہتے آئے ہیں جہاں ایک ماں کو بوڑھا ہونے کی اجازت بھی نہیں ملتی مجھے جوان ہونے کی اجازت کب ملے گی۔۔ ۔۔تم کو کیا پتہ ایسا گھر کیا ہوتا ہے۔میری ماں بوڑھے ڈھانچے کے ساتھ نوجوان لوہڑیے برابر بھاگ رہی ہے۔۔۔اوہ یہ سب کچھ یہ میرے ماں باپ ان کی زندگی اتنی مضحکہ خیز ہے۔۔۔۔اتنی بچگانہ ہے کہ میں۔۔۔۔میں اس میں نہیں جاسکتی واپس کبھی نہیں۔۔۔بتاؤ جب ماں ہی بیٹی سے ڈرتی ہو تو اجازت کون دے گا۔۔۔۔میں کس سے اجازت لے کر ہوسٹل آتی۔بتاؤ ناں۔"

"کبھی ماں ڈری ہے بیٹی سے۔۔۔۔حد کرتی ہو تم۔"

"ڈرتی ہے ہر وہ ماں۔۔۔۔جو ۴۷ء میں جوان تھی آج اپنی بیٹی سے ڈرتی ہے اب گھروں میں بیٹیاں حکومت کرتی ہیں۔۔۔ڈیڈی کی کار، ڈیڈی کی توجہ۔۔۔۔ ڈیڈی کی چیک بک سبکچھ بیٹی کے لیے ہے بیٹی کی سہیلی کے لیے ہے سہیلی کی سہیلی کے لیے میں۔۔۔اپنی ماں سے پیار کرتی ہوں قیوم۔۔۔۔تم کو کیا پتہ میں اس کو ملد کا صدر بنا کر خود پرائم منسٹر بننا نہیں چاہتی۔"

بڑی دیر خاموش رہی۔

"گھروں میں کچھ جھوٹا سچا دبدبہ ہونا چاہیئے۔۔۔۔جھوٹا سچا پیار۔۔۔۔ورنہ ہوسٹل بہتر ہے۔"

وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اپنا ہاتھ اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا۔۔۔"آج میں نے تمہیں بہت بور کیا۔۔۔ہے نا۔"

"ذرا بھی نہیں۔۔۔۔میں تو صرف یہ سوچ رہا تھا کہ تم کتنی صاف اردو بولنے لگی ہو۔۔۔۔"

''ہاں وہ بھی۔۔۔۔۔۔ہے'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''جارہی ہو سیمی؟''

''ہاں۔۔۔۔ میں سوچتی ہوں سوشیالوجی ایم اے کا بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ بھی بڑا Hoax ہے میرے ممہ ڈیڈی کی طرح۔۔۔۔'' کچھ دیر وہ کھڑی رہی اور پھر بولی ''دیکھو آفتاب ملے تو میرا اسلام کہنا''

جس وقت سیمی رخصت ہوئی میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کالج سے ہمیشہ کے لیے جارہی ہے جس وقت اس نے سلام بھجوایا تب بھی مجھے شبہ نہ گزرا کہ کوئی عجیب بات ہونے والی ہے حتیٰ کہ جس وقت میں نے آفتاب کو سیمی کا سندیسہ دیا اس وقت بھی مجھے خیال نہ آیا کہ سیمی کا کالج میں آخری دن تھا اور میرے ساتھ آخری دوپہر تھی۔

''سیمی تمہیں سلام بھجوا رہی تھی۔''

''اچھا۔۔۔۔؟'' لاتعلقی سے آفتاب نے کہا۔

ہم دونوں نے ایک نے ایک دوسرے کو لمحہ بھر کے لیے دیکھا اور پھر چپ ہوگئے۔شاید آفتاب کو بھی معلوم نہ تھا کہ سیمی ہوسٹل چھوڑ کر پنڈی جاسکی ہے۔

کچھ دن سیمی کا چرچہ رہا ہم جماعت اس کا ذکر کرتے رہے پھر لیٹ فیس والوں کے ساتھ بورڈ پر اس کا نام نظر آتا رہا۔پھر اچانک آفتاب کی منگنی ہوگئی کلاس کو ایک نیا موضوع ہاتھ آگیا۔یہ منگنی اس لیے انوکھا ٹاپک تھی کیونکہ اب تک سیمی آفتاب کا سکینڈل عام ہو چکا تھا۔لڑکیاں آفتاب کی غیر موجودگی میں اس عشق کی بڑی تفصیلات باہم پہنچاتی تھیں۔لیکن آفتاب کے سامنے سب سیمی کا نام لینے سے گریز کرتے تھے۔

فائنل امتحان سے ٹھیک ایک ماہ پہلے آفتاب نے بھی ہوسٹل چھوڑ دیا پھر ایک دن وہ شادی کے کارڈ بانٹنے آیا اور مستقل غائب ہوگیا۔۔۔۔امتحانوں کی وجہ سے بہت

دن تک ہم اسے بھی یاد نہ کر سکے۔

امتحانوں سے پہلے دن اور رات کی سمتیں بدل جاتی ہیں کبھی گھنٹہ میلوں میں کٹتا ہے اور کبھی سارا دن ملی میٹر میں سکڑ جاتا ہے امتحان سے قبل ہونے والی چھٹیاں ہو چکی تھیں آفتاب کی شادی کا کارڈ ان چھٹیوں سے دو دن پہلے آیا تھا۔ہم سب نے اپنے اپنے اکارڈ لیے اور کوثر نے سیمی کا کارڈ بھی لے لیا۔آفتاب کے جانے کے بعد کچھ دیر تک اس کی شادی دلہن کا نام کارڈ کی پرنٹنگ، لفافے کا سائز آفتاب کی شخصیت زیر بحث رہی پھر امتحان ڈیٹ شیٹ نوٹس کی باتیں ہونے لگیں۔کسی نے سیمی جیسی بونگی لڑکی کا نام نہ لیا۔

امتحانی چھٹیوں سے پہلے گلاب کے سفید پھول جو کالج کی سڑک کے ساتھ ساتھ نظر آتے تھے ختم ہو چکے تھے بہار ختم تھی بھرپور گرمی ابھی آئی نہ تھی صبح اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا رات کو پڑھائی کرنے سے دل بھاگتا تھا۔سہ پہر کو اچانک ٹمپریچر بڑھ جاتا اور قیلولہ کرنے کو جی چاہتا امتحانوں میں وقت کم رہتا جا رہا تھا لیکن اسب ساتھ پڑھنے والی لڑکیوں کی باتیں زیادہ یاد آنے لگی تھیں دماغ میں امتحان کی گھنٹی بجتی رہتی۔جس سے Guilt میں اضافہ ہوتا۔حسن اتفاق سے ہر فلم ہاؤس میں اب دھڑا دھڑ اچھی فلموں کی نمائش شروع ہوگئی تھی جمال امجد اور میں ہوسٹل رہ گئے تھے۔ لڑکیاں گھروں میں مقید ہو چکی تھیں ہر اچھی فلم دیکھنے کے بعد ہم تینوں قسم کھاتے کہ امتحانوں تک کوئی فلم نہیں دیکھیں گے۔لیکن خبر ملتے ہی خدا کیسے پروگرام بن جاتا کورس کے علاوہ سب کتابیں دل چسپ اور پر از معلومات نظر آتیں۔ہم تینوں قریباً ہر روز مختلف بک ڈپوز کتاب گھروں کے چکر لگاتے ان کتابوں کو جو بک سٹالوں پر بکتی تھیں خریدنے کی ہم میں استطاعت نہ تھی لیکن اصلی پڑھائی سے جان بچانے اور ضمیر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا بک سٹالوں پر پھیرنے سے

یہ تسلی رہتی کہ ہم تیاری کر رہے ہیں جمل اور امجد نے تو یو ایس آئی ایس کا کارڈ بھی بنوا لیا تھا وہ اپنے آپ کو جل دینے وہاں بھی چلے جاتے میں انارکلی میں فٹ پاتھ پر بکنے والی پرانی کتابیں دیکھتا رہتا پھر پبلک لائبریری چلا جاتا۔۔۔۔ان مشاغل سے مجھے سیمی کے متعلق سوچنے میں بڑی مدد ملتی تھی اپنی میز کرسی کے خیالوں کا انحد باجا فیڈ آؤٹ ہونے لگتا بک سٹالوں پر فٹ پاتھ کنارے اور پبلک لائبریری میں دماغ کو کسی جہت پر لگانا نہیں پڑتا تھا جوں جوں امتحان قریب آ رہے تھے گھبراہٹ زیادہ اور پڑھائی کا گراف گر رہا ہے اب ہم تینوں نے داڑھیاں رکھ لی تھیں۔۔۔۔لیکن میں شیو سے زیادہ خط بنوانے میں وقت صرف کرتا جب بھی ہم تینوں ملتے پڑھائی کے متعلق نا آسودہ گفتگو ہوتی ہر روز ہم تینوں فیصلہ کرتے کہ گھر ہی چلے جانا بہتر ہے لیکن دوسرے دن سب ہوسٹل میں ہرتے۔

میں اپنے گاؤں چندرا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ وہاں ماں بھی نہیں تھی اور بجلی کا بھی انتظام نہیں تھا۔ساندہ کلاں میں بڑے بھائی مختار رہتے تھے لیکن میں کبھی ان کے پاس نہیں رہا۔اس لیے میں امتحان کی تیاری کے لیے کسی کسی نئے ماحول میں جانے کو تیار نہ تھا۔۔۔۔چندراں میں بغیر بجلی کے تیاری ہو سکتی تھی۔بشرطیکہ دسویں کے بعد میں گھر چھوڑ کر قصور نہ چلا گیا ہوتا۔ذہنی طور پر چندرا سے کٹ کر اب امتحانی چھٹیاں گزارنے میں وہاں کیسے جا سکتا تھا۔

کئی بار مجھے خیال آیا کہ ماموں کے پاس قصور چلا جاؤں۔۔۔۔وہ مجھے اوپر والی منزل کا کمرہ دیں گے رات کو بلھے شاہ کے مزار سے قوالیوں کی آواز آئے گی۔صبح صبح ماموں گرم گرم پوریوں کا ناشتہ لائیں گے۔۔۔۔سب میری پڑھائی کا فکر مجھ سے زیادہ کریں گے۔۔۔۔لیکن اب مجھے ایسے ماحول سے وحشت ہوتی تھی۔

دراصل میں کسی ایسے محاول میں جانا نہ چاہتا تھا جس میں زیادہ وقت سیمی کے متعلق سوچ نہ سکوں۔۔۔۔پتہ نہیں کیوں مجھے احساس ہوتا تھا کہ اگر میں نے

ہوسٹل کا کمرہ چھوڑا تو کہیں اس کے درودیوار کے ساتھ ہی سیمی بھی پیچھے نہ رہ جائے۔

آفتاب کی شادی سے ایک رات پہلے کا واقعہ ہے۔

میں بنیان پاجامہ پہنے اپنا بستر گول کر کے کمرے کے پیچھے لگائے پڑھ رہا تھا، کہ دروازے پر دستک ہوئی۔میرا خیال تھا کہ دستک گول کر جاؤں کیونکہ ہوسٹل کے لڑکے کافی وقت ضائع کر دیتے تھے لیکن پھر آواز آئی۔

''قیوم۔۔۔۔!''

میں نے دروازہ کھولا۔۔۔۔وہ سامنے کھڑی تھی۔

سیمی کو دیکھ کر میں پسینہ میں نہا گیا۔وہ پہلے سے زیادہ دبلی لمبی اور زرد لگ رہی تھی آج اس کے کٹے ہوئے سرخ بال کھلے تھے اور کینوس کا بیگ اس کے ساتھ نہ تھا وہ پہلے جیسی نہ تھی۔۔۔۔گو ظاہرا طور پر اس میں کوئی خاص تبدیلی بھی نہ آئی تھی۔

''آپ کب آئیں۔۔۔۔آئے ناں۔۔۔۔''

''ابھی آٹھ بجے کی فلائٹ سے۔۔۔۔اپنا سامان وائی ڈبلو سی اے میں رکھا۔۔۔اور یہاں۔۔۔۔''

''گھر نہیں گئیں آپ؟۔۔۔۔''میں نے تکلف سے پوچھا۔

''کون سا گھر؟۔۔۔۔ابھی تک تم میرا گھر نہیں بھولے۔''

وہ رول کیے ہوئے بستر پر بیٹھ گئی۔۔۔۔اس کے کولہے کی ہڈیاں تنگ جینز میں بہت نمایاں تھیں۔

''ویک اینڈ کے لیے ائی ہوں۔۔۔۔وائی ڈبلیو میں میری ایک دوست رہتی ہے۔ویک اینڈ کے لیے رکھ لے گی مجھے۔''

مجھے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس سے کس موضوع پر بات کروں۔

''آپ تو کالج سے ہی گئیں۔۔۔۔بغیر ملے ملائے۔''

''جانا پڑتا ہے۔''

میں نے اس بونگی، ٹیڑھی، کم شکل، عاشق غیر کو دیکھا۔۔۔کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں تھی۔لیکن پتہ نہیں میں ہر قیمت پر، ہر موسم میں، ہر قسم کے حالات میں اس کا اسیر تھا۔

''تم بہت دبلے ہو گئے ہو۔۔۔اب تم بانڈ فلمز میں ہیرو نہیں بن سکتے۔''

یہ لمحہ عرض حال کا تھا۔۔۔لیکن جتنی جلدی اس نے میرے متعلق یہ جملہ کہا اتنی ہی سرعت سے وہ غائب ہو گئی۔

''تم نے پوچھا نہیں کہ میں۔۔۔۔کیوں آئی ہوں لاہور۔؟''

میں نے اب بھی سوال نہ کیا۔میرا دل کہتا تھا کہ وہ آفتاب کی شادی پر آئی ہو گی

''کون کون جا رہا ہے شادہ پر''

''جمال اور امجد۔۔۔۔''میں نے جواب دیا۔

''اور تم۔۔۔۔''

''آفتاب میرا روم میٹ تھا۔۔۔۔میرا دوست نہیں تھا۔۔۔۔شاید میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔''

''مجھے کوثر نے کارڈ بھیجا تھا۔۔۔۔کمینی۔۔۔۔کبھی خط نہیں لکھا اور کارڈ پوسٹ کر دیا۔قیوم۔۔۔۔تم مانو گے تو نہیں۔۔۔۔لیکن مجھے پتہ چل گیا تھا پہلے ہی کہ اس کی شادی کس دن ہو گی میں نے کارڈ ملنے سے بہت پہلے کل کی تاریخ اپنی نوٹ بک میں لکھی تھی۔۔۔۔''

اس نے نوٹ بوک دکھانے کے لیے بیگ تلاش کیا۔۔۔۔''افسوس میں نوٹ بک کینوس والے بیگ میں بھول آئی ہوں۔''

''تمہیں کیسے شک تھا۔۔۔۔کیسے؟''

''بس مجھے معلوم تھا۔۔۔۔کہ وہ چودہ تاریخ کو شادی کرے گا چودہ تاریخ اتوار کا دن۔۔۔آسمان پر ہلکے ہلکے بادل ہوں گے اور اس کی شادی کی رات کو بارش ہوگی گرج چمک کے ساتھ۔۔۔تم جاؤ گے نا اس کی شادی پر۔''

''کس لیے۔۔۔۔؟ میں وہاں کسی کو نہیں جانتا۔۔۔میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔''

''تمہیں جانا پڑے گا قیوم۔۔۔میری خاطر۔۔۔۔دیکھو میں پنڈی سے محض اس لیے آئی ہوں۔۔۔تم مجھے آ کر بتانا کہ دولہن کیسی ہے؟''

''تم خود چلی جاؤ تمہارے پاس کارڈ ہے۔۔۔کوثر کا بھیجا ہوا۔۔۔۔بلکہ تم تو دولہن کو زیادہ قریب سے دیکھ سکتی ہو۔''

''ہاں جا سکتی ہوں، دیکھ سکتی۔۔۔۔ہوں لیکن۔۔۔۔''

''لیکن کیا۔۔۔۔''

''بس قیوم میں بہادر لگتی ہوں لیکن صرف لگتی ہوں اندر سے نہیں ہوں۔۔۔۔قیوم پلیز فارمائی سیک۔۔۔آفتاب کی بیوی کو دیکھ کر آنا۔۔۔۔میں نے سنا ہے وہ بہت خوبصورت ہے۔''

''تمہیں کس نے بتایا''

''وہ آفتاب کیکزن ہے۔۔۔۔ویسی ہی ہوگی آفتاب جیسی۔۔۔۔'' سیمی کی اندر دھنسی ہوئی آنکھوں میں آنسو آ گئے

''تم جاؤ گے ناں۔۔۔میں نے اس کی کوٹھی دیکھی ہے کل ڈیوس روڈ کی اس کوٹھی میں کتنی روشنی ہوگی۔۔۔آفتاب دولہا بن کر نکلے گا تو۔۔۔نو۔۔۔۔تم اسے دیکھنا قیوم۔۔۔۔وہ وہ۔۔۔۔'' یکدم چپ ہوگئی۔

''چلو ہم اکھٹے چلیں گے۔''

وہ ڈر گئی۔

''ناں جی۔۔۔۔بھلا میں کیسے جا سکتی ہوں وہاں۔۔۔اس کی بے بے مجھے قتل کر دے گی فوراً۔۔۔کون جانے آفتاب بھی بر امان جائے۔''

میں نے سیمی کا ہاتھ پکڑا اور محبت سے کہا۔۔۔''سنو سیمی۔۔۔۔گو اپنی نصیحت پر خود عمل نہیں کر سکتا۔لیکن میرا فرض ہے کہ ایک بار میں صورتحال سے تمہیں اچھی طرح روشناس کراؤں۔''

''مثلاً؟''

''تم کیا کر رہی ہو پنڈی میں۔''

''ایک ٹریول ایجنسی ہے۔۔۔اس میں ملازم ہوں۔''

''تم ایم اے کرو واپس آ کر مکمل کرو اپنی تعلیم۔''

وہ اونچے اونچے ہنس دی۔

''میں تعلیم یافتہ ذہین عورتوں سے نفرت کرتی ہوں کم بخت بلا کی جھوٹی ہوتی ہیں۔اور پھر جب تک آفتاب لاہور میں ہے میں یہاں کیسے آ سکتی ہوں۔۔۔۔سب کچھ پھر سے شروع ہو جائے گا۔''

''ذرا غور سے سوچو۔۔۔۔آفتاب کی شادی ہو رہی ہے تم کیوں خود بخود دیس نکالا لے رہی ہو۔۔۔اپنے ماں باپ سے سمجھوتہ کر لو سیمی۔۔۔مشرق میں سب اولاد سمجھوتے کے لیے پیدا ہوتی ہے۔''

وہ چپ چاپ بستر کی چادر میں سے تاریں نکالنے لگی۔

''قیوم بڑی مشکل ہے، میں تو سمجھوتہ کر لوں لیکن۔۔۔۔لیکن میری وجہ سے ان دونوں کا آپس میں بڑا سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں ڈبل بیڈ پر سونا پڑتا ہے۔اکھٹے تقریبات میں جانا پڑتا ہے جب بھی میں گھر پر رہوں ان دونوں کر میری خاطر محبت کی فضا کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔بجلی، گیس ہاٹ کولڈ واٹر کی طرح بڑا بل آتا ہے محبت کا۔۔۔وہ دونوں بے چارے بڈھا بڈھی جوان جوان بننے کی کوشش کرتے ہیں قیوم۔

---جب وہ دونوں میری وجہ سے سمجھوتے کرتے ہوں ---اب بھی ----"

"شاید ----لیکن اب میں دیکھ نہیں سکتی۔"

میں نے سوال کرنے کے لیے منہ کھولا اور پھر چپ ہو گیا۔

"پوچھو ----پوچھو ----پوچھوناں؟"

میں بڑی دیر چپ رہا اصل سوال ہمیشہ نکٹائی کی گرہ بن کر میرے ہی حلق کا ناطقہ بند کرتے رہے ہیں۔

"آفتاب کو بھی بڑے سمجھوتے کرنے پڑتے تھے۔میری وجہ ----سے! اسی لیے تو میں نے کالج چھوڑ دیا۔مجھے بڑا ترس آتا تھا آفتاب پر۔"

"کیوں؟ ---کیوں آخر؟"

ایک بار پھر میں نمکین پانی تھا اور وہ مجھ میں سلورنائیٹریٹ کے تلچھٹ کی طرح بغیر ملے ہوئے بیٹھتی جا رہی تھی۔

"کالج میں اسے مجھ سے محبت کرنی پڑتی تھی۔گھر جا کر اپنی کشمیرن بے بے کے ساتھ شادی کے امور میں دل چسپی لینی ہوتی تھی۔پھر شام کو اپنی کزن کے گھر جانا ایک معمول تھا اس کا ---اللہ جانے وہ مجھ سے محبت کرنے میں زیادہ مجبور تھا کہ کزن کے ساتھ شادی کروانے میں ----اب تو یہ باتیں میں اس قدر سوچ چکی ہوں کہ اگر مجھے جواب مل بھی جائے تو میں واعتاً یہی کچھ سوچتی رہوں گی باقی ساری عمر ----"

آفتاب کی محبت! ---اس کے اظہار کا بھی ابھی تک مجھے موقعہ نہ ملا تھا۔

سیمیں نے مجھے آستین سے پکڑ کر التجا کی ----"سنو قیوم تمہیں شادی پر جانا ہوگا۔ جانا پڑے گا دیکھو تم انکار نہیں کر سکتے ---وعدہ کرو ---پرومس۔"

"وعدہ۔"

"ایسے نہیں ہاتھ ملا کر ----وعدہ!"

میں نے سیمی کا ہاتھ گرفت میں لے لیا۔

جلتی استری پر چھن سے پانی باند پڑی۔اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں پڑتے ہی غائب ہو گیا۔

''زیبا کے ہونٹ پر تل ہے۔۔۔۔غور سے دیکھنا قیوم بائیں طرف گہرے سبز رنگ کا تل۔''

''تمہیں کس نے بتایا؟''

''مجھے کوئی کچھ نہیں بتاتا۔۔۔بس مجھے پتہ ہوتا ہے۔۔۔۔یاد رکھنا قیوم ہونٹ پر۔۔۔۔''

اس کا چھن سے غائب ہو جانیوالا ہاتھ میرے گرم ہاتھ میں تھا۔

پہلی بار میں نے سوچا کیا میں جنسی طور پر Frustrated ہوں۔

شادی انٹر کونٹی نینٹل میں تھی۔گہری شام کو ہائی ٹی۔۔۔سارا انتظام سوئمنگ ٹینلکے اردگرد کی غلام گردشوں میں تھا۔مجھے کوئی مجبوری نہ تھی لیکن میں جمال اور امجد سے بہت پہلے وہاں پہنچ گیا۔یہ تاجر پیشہ لوگوں کی شادی تھی۔اس میں شرکت کر یوالے لوگ شہر کے Elite تھے۔قالین فروشوں نے اونچے افسروں سے لے کر فلمی ایکٹرسوں تک سب قابل ذکروں کو بلا رکھا تھا۔کچھ لوگ میری طرح تھے۔ان کی آفتاب کے گھر والوں سے جانپہچان نہ تھی وہ سب وقت کٹی کے لیے سگریٹ پینے بیروں کو دیکھ کر مسکرانے اور بے مصرف چکر لگانے میں مصروف تھے۔ابھی دولہن اپنے آرائشی منڈپ میں نہیں آئی تھی خوش لباس کشمیری لڑکیاں، اور فربہ جسم عورتیں شادی سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

پھر آفتاب براس سمیت پہنچا۔اس کے ساتھ جمال اور امجد بھی تھے۔

براتوں کو لوٹنے کا عہد گزر چکا۔لیکن آفتاب کے آگے آتے دیکھ کر میرا جی چاہا